جلد ۱۷ احسان ۱۳۵۵ ھش

جون ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان — دس روپے

بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے

بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت پرچہ ھذا — ایک روپیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ۱۳۵۶ ہش

جمادی الثانی ۱۳۹۶ ہجری جون ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے

فی پرچہ ۔ ایک روپیہ

فہرست مضامین

ناشر ۔ ۔ ۔ ۔ چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دفتر ماہنامہ انصاراللہ

اشاعت ۔ ۔ ۔ دارالصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۷ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۶

احسان ۱۳۵۵ ہش

اسلام کی صحیح تصویر

اسلام کی صحیح تصویر یہ ہے جسے امّ المومنین سیدہ عائشہؓ نے بیان فرمایا۔ جب آپ سے کسی نے پوچھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیا تھے تو آپ نے فرمایا کان خلقہ القرآن۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن تھے۔ قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اس قرآن کی عملی تفسیر۔ آپ اسلام کی صحیح اور حقیقی تصویر تھے۔ یا صحابہ کی زندگیاں اسلام کی حقیقی تصویر تھیں کہ انہوں نے اپنا قدم محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر رکھا۔ صحابہ کرام کے اندازِ محبت کی آخری قسط اس رسالہ میں شائع کی جا رہی ہے۔ ان کی زندگیاں ان کے افعال اسلام کی صحیح تصویر تھے۔ اس وقت جنگی قیدی جو جنگوں میں اسیر ہو کر آتے مسجد کے ستونوں سے باندھ دیئے جاتے۔ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس کو دیکھتے۔ حضور کے ارشادات سنتے، صحابہؓ کی ذکر الٰہی میں محویت نماز دل میں خشوع وخضوع دیکھتے تو اسلام کی صداقت کے قائل ہو جاتے کہ صحابہؓ کے افعال صحابہؓ کے ہادی چلن، ان کے سامنے کسی دوسری دنیا کا نقشہ پیش کرتے۔ یہ وہ احساس تھا جسے اسلام کے ہر مخالف نے اس وقت محسوس کیا۔ وہ پوچھتے تھے کہ تم لوگ جو کھلتے تھے۔ دنیا بھر کے رذائل تم میں تھے۔ آج تمہیں ہو کیا گیا؟ تو ان کا جواب یہی ہوتا ہم حد درجہ ذلیل افعال کا ارتکاب کرنے والے تھے۔ خدا کا رسول ہم میں ظاہر ہوا۔ ہم نے اس کی آواز پر لبیک کہا۔

آج زمین پاؤں تلے سمٹ رہی ہے۔

لیکن مرورِ زمانہ سے یہ تصویر دھندلی ہوگئی۔ اور غضب یہ کہ ہمیں اب علم ہی نہیں کہ اسلام کی حقیقی تصویر کیا ہے۔ پچھلے ہفتہ اخبارات میں لندن میں اسلامی فیسٹیول کی کچھ روئداد شائع ہوئی ہے۔ یار لوگوں نے یورپ کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے یہ اہتمام کیا بلکہ ملکہ الزبتھ سے اس کی بعض تقاریب کا افتتاح کروایا۔ یورپ کے قلب میں اسلام کی جو تصویر پیش کی جا رہی ہے اس کی کچھ تفصیل نوائے وقت کے سنڈے ایڈیشن میں اس طرح شائع ہوئی ہے۔ رنگدار سرورق کی سرخی یہ ہے

"جشن عالم اسلام، اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کی ایک ناپاک سازش"

"جشن میں مسلمانوں کی ایجادات اور معرکوں تک کا ذکر نہیں"

غضنفر علی گل بی۔ایس سی لندن لکھتے ہیں:۔

"ان دنوں لندن میں ہونے والے ورلڈ آف اسلام فیسٹیول میں اسلام کو جس طریقہ سے مغربی دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ انتہائی قابلِ اعتراض اور غیر اسلامی ہے۔ سب سے پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ اس جشن کا انتظام و انصرام ایک عیسائی تنظیم نے کیا ہے اور چند مسلمان ممالک نے اس کے لئے ۲۰ لاکھ پونڈ (چار کروڑ روپے) سے زائد سرمایہ فراہم کیا ہے۔ مسلمانوں کو آغاز ہی سے شبہ تھا کہ ایک غیر مسلم تنظیم اسلام پیش کرنے میں کہاں تک انصاف سے کام لے گی۔ جشن کے شروع ہونے پر یہ تمام شکوک یقین میں بدل گئے اور اس تنظیم کے عزائم کھل کر سامنے آ گئے۔ اس میلہ کو برطانوی حکومت کی پوری حمایت حاصل ہے اور ذرائع نشر و ابلاغ بڑھ چڑھ کر اس جشن کی تشہیر کر رہے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہر بدھ ۲۵ منٹ اس جشن کی طرف سے پیش کردہ فلم کو دکھا دیا ہے۔ پہلی فلم ۱۵ اپریل کو ٹی وی پر دکھائی گئی جس کا عنوان Unity (توحید) اس فلم میں اسلام کو مضحکہ خیز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اس کے علاوہ ایک نوجوان لڑکی کا کلاسیکل رقص دکھایا گیا ہے۔ مسلمان اسلام کے اس پہلو سے خاصے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علاوہ ازیں رنگا رنگ کے ناچ گانے کا پروگرام بھی پیش کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ ہفتہ سے محمود مرزا استاد نواز وغیرہ اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ مئی میں غزلوں کا پروگرام ہوگا۔ روشن آرا بیگم کلاسیکل موسیقی میں اپنے فن کا مظاہرہ کریں گی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مصر سے بلائے گئے قاری جناب شیخ حصری حسن قرأت کا مظاہرہ کیا۔ مگر سامعین دوران قرأت خوب تالیاں بجاتے رہے کیونکہ انہیں پہلے قرآن پاک سننے کے آداب سے آگاہ نہیں کیا گیا تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہماری رائے میں اسلام

کو مسخ کرنے کی یہ گھناؤنی اور منظم ترین سازش ہے۔ اور ہمارا سرمایہ ہی ہمارے خلاف استعمال کیا جارہا ہے۔ چار کروڑ روپے کسی پسماندہ ملک کے لئے آب حیات کا کام دے سکتے ہیں۔ صومالیہ میں غربت کی انتہا ہے۔ اسی طرح چھڈ اور اریٹیریا کی حالت بھی خراب ہے۔ یہ رقم مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو سکتی تھی۔ جو مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے استعمال کی جارہی ہے۔ میلے کا سارا پروگرام اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ اسلام کی کوئی نئی قسم ہے۔"

(نوائے وقت مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۷۶ء)

اور آج ۲۵ مئی کو نوائے وقت کے پہلے صفحہ پر یہ خبر شائع ہوئی۔

"نبی کریم کی خیالی تصویر کے خلاف لنڈن میں زبردست احتجاجی مظاہرہ خیالی تصویر ورلڈ آف فیسٹول میں رکھی گئی ہے۔"

لنڈن ۲۴ مئی سینکڑوں مسلمانوں نے آج یہاں اس عمارت کے سامنے زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا ہے جس میں ورلڈ آف فیسٹول منعقد ہو رہا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اسلام کو غلط انداز میں پیش کیا جارہا ہے۔ مظاہرین نہایت پر امن طور پر ہائیڈ پارک کے اس مقام تک گئے جہاں میلہ منعقد ہو رہا ہے...... مظاہرین نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ رقص کا پروگرام بھی بند کیا جائے کیونکہ اسلام رقص کے سراسر خلاف ہے۔" (نوائے وقت ۲۶ مئی ۱۹۷۶ء)

یہ ہے جشن عالم اسلام کی مختصر سی کارروائی اور اس پر مسلمانوں کا ردّعمل۔ قلب یورپ میں اسلام کی یہ تصویر پیش کر کے لوگوں کے دل میں اسلام کے متعلق کیا تصور قائم کیا جارہا ہے۔ اور پھر اس پر چار کروڑ روپیہ خرچ کیا جارہا ہے۔

اے کاش ہم اسلام کی صحیح تصویر اپنے اعمال سے اپنی حرکات و سکنات سے یورپ کے سامنے پیش کر سکتے ہم رقص گاہوں میں رونق بڑھا کر اور ستار بجا کر ان کو اسلام کی آفاقیت کا قائل کرنا چاہتے ہیں؟ یا اسلام کی ترقی کی ان کو ایک جھلک دکھانا چاہتے ہیں۔

اسلام کی صحیح تصویر قرآن کی تعلیم ہے۔ اسلام کی صحیح تصویر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ اسلام کی صحیح تصویر صحابہ رسولؐ کا ایثار۔ ہمدردیٔ بنی نوع انسان اور خدا کی محبت کو جذب کرنے کی خواہش ہے۔ اے کاش ہم اپنی زندگیوں کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور آپؐ کے صحابہ کی فدائیت کے سانچہ میں ڈھال کر دانشکدہ یورپ کے سامنے صحیح تصویر پیش کرتے۔ ہم یورپ کو اپنے اسلاف کے صحیح کارنامول سے آگاہ کر کے اسلام کی عالمگیر تعلیم ان کے سامنے بیان کر کے انہیں بتا سکتے کہ اسلام کی یہ تصویر ہے۔ ہم اسلامی میلے اس وقت مناتے

یا اس طرح سنتے کہ یورپ کے دل میں اسلام کے متعلق اور بانیٔ اسلام کے متعلق جو غلط تصورات اور غلط خیالات ہیں اس کا ازالہ کرتے اور انہیں بتاتے کہ اسلام نام ہے کبریائی کی تعبیر کا۔ اسلام نام ہے خدا کی محبت اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں گداز ہونے کا۔ اسلام نام ہے دین و دنیا کی سعادت حاصل کرنے کا۔ اور نجات نام ہے ہر قسم کے گناہ سے بچ جانے کا۔ ہمارے روپے کی ریل پیل، ستار نواز وں، بین بجانے والوں اور رقص کرنے والوں کے گھنگروؤں کی جھنکار سے یورپ، اسلام کی برتری کا قائل نہیں ہوگا۔ اسے تو سیرت عمرؓ، للّٰہیت ابو بکرؓ، حیاء عثمانؓ، زہد علیؓ اور سیرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی متاثر کر سکتی ہے۔ اے کاش ہم ان کو اس کی ایک جھلک ہی دکھا سکیں:

~~~~(۲)~~~~

کچھ بھی ہو پیدا مگر دعوت اسلام نہ ہو

اس رسالہ میں تنزانیہ میں تبلیغ اسلام کی دوسری قسط شائع کی جا رہی ہے۔ تبلیغ کا کام جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ یہ پہاڑوں کا جگر چیر دینے کے مترادف ہے۔ یہ آسمان پر کمند ڈالنا ہے۔ یہ دلوں کو فتح کرنا ہے۔ گھر بار، بیوی بچوں، وطن اور پیاروں سے نام کو الوداع کہہ کر جب احمدی مبلغ روانہ ہوتا ہے تو خدا ہی جانتا ہے جو اس کے اہل و عیال اور بوڑھے ماں باپ کے دل پر گزرتی ہے۔ وہ خدا کے سہارے طارق کی طرح نئے افق پر طلوع ہوتا ہے۔ وہ کشتی تو نہیں جلاتا مگر کشتی چھوڑ کر سمندر میں کود جاتا ہے۔ وہ اجنبی ملک میں اسلام اور اس کے مقدس اور برگزیدہ رسول محمد مصطفےٰ کا نام بلند کرتا ہے۔ دلوں کے زنگ چھوٹنے لگتے ہیں۔ خدا کی تقدیر پورا ہونا شروع ہوتی ہے۔ اس کی قربانیاں رنگ لاتی ہیں کتنی پر لطف ہوتی ہے۔ ان مجاہدین کی کہانی، وقت آئے گا جب یہ داستانیں مرتب ہونگی۔ اور مائیں اپنے بچوں کو رات کو آگ کے الاؤ کے گرد بیٹھ کر یہ ایمان افروز واقعات سنائیں گی۔ شعراء ان واقعات کو نظم کا جامہ پہنائیں گے۔ اور نوخیز نوجوانوں کے خون گرمائیں گے۔ مجھے تو ایک فرزند احمدیت کے یہ الفاظ کبھی نہیں بھولتے۔ میری مراد مولوی نذیر احمد علی سے ہے۔ جنہوں نے پاکستان سے روانہ ہوتے وقت جامعہ کے فرزندان کو کہے تھے۔

"نوجوانو! ہماری قبریں تمہیں وہاں دعوت دیں گی"

خوش بخت ہیں وہ رنگروٹ جو اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے یہ نعرہ مارتے ہوئے آجاتے ہیں ؎

ہرچہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

~~~~(۳)~~~~

قائل تقلید

اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ انصار اللہ کے متعلق اللہ تعالےٰ قلوب میں اثر پیدا کر رہا ہے۔

بزرگان سلسلہ اور عہدہ داران انصار اللہ اس بارہ میں اپنے فرائض سے غافل نہیں پچھلے دنوں مکرم و محترم مرزا عبد الحق صاحب صوبائی امیر نے سرگودھا کے لئے تیس رسالہ جات کی خریداری قبول فرمائی۔ اور جماعت کے عہدہ داران میں رسالہ کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار فرمایا۔ مکرم و محترم شیخ عبد الوہاب صاحب زعیم انصار اللہ اسلام آباد نے ۱۴ سالی کے لئے دس خریدار ارسال فرمائے۔ اور اس کے ۳۳۲ روپے بھی مرکز میں ادا کر دیئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ مکرم و محترم جناب نصیر احمد صاحب زعیم اعلیٰ حلقہ اسلامیہ پارک لاہور نے ۱۷۵ روپے رسالہ جات کی خریداری ایک سال کے لئے قبول فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کے نیک عزائم میں برکت دے۔ مجلس مارٹن روڈ کراچی نے ہر ممبر مجلس کے نام رسالہ جاری کر دیا۔ ناظم ضلع لائل پور کی مساعی بھی اس بارہ میں خوشکن ہیں۔

میں باقی زعماء، اعلیٰ، ناظمین اصلاح سے اپیل کروں گا کہ وہ رسالہ کی اشاعت بڑھانے کے لئے لوگوں کو رسالہ پڑھنے کی تاکید فرمائیں۔ ہمیں امید ہے کہ ہر مذہبی ذوق رکھنے والے دوست رسالہ کے مطالعہ کے بعد نہ صرف یہ کہ اس کا خریدار بنے گا بلکہ بفضل تعالیٰ اس کی خریداری بڑھانے کے لئے کوشش کرے گا۔ ؎

بکوشید اے جواناں تابدیں قوت شود پیدا

عاشق رسول حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کی ایک نصیحت

مکرم عبد الرحمٰن صاحب شاکر ربوہ لکھتے ہیں:۔

میری طالب علمی کا واقعہ ہے ۱۹۳۲ء میں جامعہ احمدیہ قادیان گیا تو حضرت میر محمد اسحٰق صاحب نے مجھے دیکھ لیا۔ فرمانے لگے رالیسی پر مجھے مل کر جانا۔ واپسی پر میں حاضر خدمت ہوا تو مجھے ایک طرف درختوں کے سائے میں لے گئے۔ اور فرمایا کہ کوئی ہم کو دیکھ تو نہیں رہا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھ کر عرض کی کوئی نہیں دیکھ رہا۔ پھر فرمایا کہ تمہارے بہت سے دوست تم سے پوچھیں گے کہ میر صاحب نے کیا کہا ہے تو کسی کو کچھ نہ بتانا۔ میں نے کہا جی درست ہے۔ پھر بڑی شفقت سے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ

"شریف زادے کبھی ننگے سر نہیں پھرا کرتے"

وہ دن اور آج کا دن میں پھر ننگے سر نہیں پھرا۔ حضرت میر صاحب نے کس طرح میری اصلاح فرمائی۔

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ

سات بتوں کے پجاری کو ایک دُعا کی تلقین

عن عمران بن حصین قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی یا حصین کم تعبدُ الیوم الٰہاً قال ابی سبعة ستةً فی الارض وواحدة فی السماء قال فایّھم تعبدّ لرغبتک ورھبتک قال الذی فی السماء قال یا حصین اما انک لو اسلمت اعلمتک کلمتین تنفعانک قال فلمّا اسلم حصین قال یا رسول اللہ علّمنی الکلمتین وعدتنی فقال قل اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی (ترمذی ابواب الدعوات)

حصین کے بیٹے عمران روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ حصین کو کہا کہ تو دن میں کتنے معبودوں کی عبادت کرتا ہے میرے باپ نے کہا چھ سات زمین میں ہیں ان کی اور ایک جو آسمان میں ہے اس کی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے رغبت اور خوف کے وقت کس کی طرف تو توجہ کرتا ہے عرض کی جو آسمان میں ہے اس کی جانب۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مسلمان ہو جائے تو تمہیں دو کلمے سکھاؤں جو تجھے فائدہ دیں۔ عمران کہتے ہیں کہ جب میرے باپ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے عرض کی اے سرکار مجھے وہ دو کلمے سکھایئے جن کا آپ نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا حضور نے فرمایا یہ کہا کرو۔ اے اللہ میری ہدایت سعادت مجھے خود الہام کر اور میرے نفس کے شر سے مجھے بچا

حدیث کے حاشیہ پر الھمنی مجھے الہام کر کے معنی یہ بیان کئے کہ میرے دل میں ڈال دے جس سے میں کسی فعل کو کرنے یا اسے ترک کرنے پر آمادہ ہو جاؤں اور لکھا ہے یہ بھی وحی کی ایک قسم ہے (ترمذی جلد دوم صـ۱۸۶) رشد کے معنے قرآن مجید کی لغت میں سعادت بلوغت سمجھے گئے ہیں۔ تو معنے یہ ہوئے اللہ اپنی جناب سے مجھے سعادت۔ ہدایت اور سمجھ اور معاملہ فہمی عطا کر۔ بجائے اس کے کہ کوئی مجھے بتلائے اور سمجھائے تو خود ہی میرے دل میں ڈال دے کہ یہ مناسب ہے یہ بہتر ہے۔ یہ سعادت ہے اور میرے نفس کے شر سے مجھے پناہ دے۔ یہ نفس امارہ ہے جو ہر وقت برائی کی تلقین کرتا ہے تو اس کے شر سے بھی مجھے تو ہی پناہ دے۔ کتنی جامع اور عجیب ہے یہ دعا اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی۔ اسے یاد کر لیجئے اور اسے ورد زبان بنایئے کہ ہمارے پیارے آقا نے یہ دعا حصین کو سکھائی تھی۔ وہ رشد خود ہی ہمارے دل میں ڈال دے۔ اور ہمارے نفس کے شر سے ہمیں پناہ دے کیونکہ ان النفس الامارة بالسوء الا ما رحم ربی

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ہر خلق اپنے وقت پر صادر ہو

"کوئی خلق خواہ کیسا ہی عمدہ ہو مگر جب وہ بے محل اور بے وقت صادر ہو گا تو ساری خوبی اور خوبصورتی اس کی خاک میں مل جائے گی اور کوئی مفید چیز اپنے فوائد ہرگز ظاہر نہیں کرے گی جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وقت پر استعمال نہ کی جائے۔ خدا تعالےٰ کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں۔ مثلاً ایک شخص گو راستگو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح مارتا ہے۔ اور بے تمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے محل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا۔ ایسے کو جاہل نیک بخت کہیں گے نہ دانا نیک بخت۔ اگر کوئی اندھے کو اندھا اندھا کر کے پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر کہے کہ میاں میں جھوٹ بولتا ہوں تو اسے یہی کہا جائے گا کہ بے شک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی امور کا تمام عقد جو ہر ایک ہی رشتہ سے وابستہ ہے کہ ہر ایک خلق اپنے وقت پر صادر ہو۔ درشتی۔ نرمی۔ عفو۔ انتقام۔ غضب۔ حلم۔ منع عطا سب وابستہ باوقات ہیں۔ اور ان کی خوبصورتی اور بہتری بھی تب ہی ظہور میں آتی ہے۔ کہ وہ عین اپنے محل پر استعمال کئے جائیں۔ یہی قرآنی فلاسفی ہے جس پر عقل سلیم شہادت دیتی ہے۔" (شحنۂ حق صفحہ ۴۰-۴۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا

اے دل احمد کا ذکر کر

مئی کی ایک صبح میں گھر سے سائیکل پر جامعہ کو روانہ ہوا۔ ریلوے روڈ پر آیا۔ اب پختہ سڑک پہ سائیکل رواں دواں تھا۔ صبح کا سہانا وقت تھا۔ بادِ نسیم کا ایک جھونکا آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر زبان گنگنانے لگی

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا ... عَیْنَ الْھُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

اے میرے دل احمد کا ذکر کر جو ہدایت کا چشمہ اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے

دیر تک میں یہ مصرعہ گنگناتا رہا۔ یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا۔ اے میرے دل احمد کا ذکر کر ایک عاشق کے بے تابانہ جذبات کا ہجوم ہے۔ اس مصرعہ میں لوگ بیتے دنوں کو یاد کرتے ہیں۔ کبھی وہ گزری گھڑیاں یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

گزری تھیں خوشی کی چند گھڑیاں ... انہیں کی یاد میری زندگی ہے

اور کبھی محبِّ وطن وطن کو مخاطب کر کے کہتا ہے ؎

اے وطن تو نے پکارا تو لہو کھول اٹھا ... تیرے بیٹے تیرے جانباز چلے آتے ہیں

تیری بنیاد میں ہے لاکھوں شہیدوں کا لہو ... ہم تجھے گنجِ دو عالم سے گراں پاتے ہیں

دل کی گہرائیوں میں جو خیال ہو وہ ابھر کر تنہائی کی گھڑیوں میں سامنے آجاتا ہے۔ ہر ایک کا محبوب الگ ہوتا ہے اور وہ محبوب کی یاد میں راگ الاپتا ہے۔ کونج کی طرح کرلاتا ہے وہ اس کی دہلیز پر رقص کرتا ہے۔ اس کی روح اسی کا ہی طواف کرتی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فنافی الرسول تھے۔ آپ کے جسم کا ہر ذرہ حضرت احمد کے عشق کی مَے سے مخمور تھا۔ اس لئے آپ اسی احمد کو پکارتے ہیں اور فرماتے ہیں ؎

یا قلبیَ اذکر احمد ... عین الھدی مفنی العدا

اے دل احمد کا ذکر کر۔ میں دور تک یہ مصرعہ گنگناتا رہا۔ اور میرا دل و دماغ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر سے لذت لیتا رہا۔ کیا موسیقی ہے اس شعر میں کیا لذت اور سرور ہے اس شعر میں۔ یہ ایک عاشق

کے دل سے نکلے ہوئے الفاظ تھے۔ اور کیا لطف اور مزہ دے رہے تھے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے

ہر کہ از دل مے خیزد بر دل مے ریزد

جو چیز یا آواز دل سے نکلتی ہے وہ دل پر اثر کرتی ہے۔ اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر پر روح رقص کرتی رہی۔ کام و دہن اس کے چٹخارے لیتے رہے اور میں یہی گنگناتا رہا۔

یا قلبی اذکر احمد ٭ عین الہدیٰ مفنی العدا

اے دل تو احمد کا ذکر کر جو ہدایت کا چشمہ ہے اور دشمنوں کو فنا کرنے والا ہے۔

آہ جس کے کلام نے ہم جیسے گنہگاروں کو عشقِ محمدؐ سے سرشار کر دیا۔ اس کے متعلق کیا کچھ کہا جاتا ہے۔ لوگوں سے سننے والو اس کا کلام پڑھ کر دیکھو کہ اس کے جسم کا ہر ذرہ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے آپ فرماتے ہیں ؂

برًّا کریماً محسناً ٭ بحر العطایا والجدا

جو نیک ہے کریم ہے اور محسن ہے۔ بخششوں اور سخاوت کا سمندر ہے۔

بدرٌ منیرٌ زاھرٌ ٭ فی کلّ وقت حُمّداً

چودھویں کا چاند ہے نورانی ہے روشن ہے۔ ہر بات میں اسکی تعریف کی گئی ہے۔

احسانہ یصبی القلوب وحسنہ یُروی الصَّدا

اس کا احسان دلوں کو مائل کرتا ہے۔ اور اس کا حسن پیاس کو بجھاتا ہے۔

نورٌ مّنَ اللہ الّذی احیَا العلوم تجدُّدا

آپ اللہ تعالےٰ کے وہ نور ہیں جس نے علوم کو نئے پیرایہ میں زندہ کیا۔

المُصطفیٰ والمُجتبیٰ والمقتدیٰ والمُجتدیٰ

آپ مصطفیٰ ہیں مجتبیٰ ہیں۔ مقتدا ہیں اور آپ سے بخشش طلب کی جاتی ہے

جُمعت مرابیع الھدیٰ فی وبلہٖ حین النّدیٰ

سخاوت کے وقت ہدایت کی بارشیں آپ کی بارش میں اکٹھی کی گئی ہیں۔

نسیَ الزّمانُ رھامہٗ من جود ھٰذا المُقتدیٰ

زمانہ اس مقتدا کی بارش کی وجہ سے اپنی آہستہ آہستہ اور مسلسل بارش کو بھول گیا۔

(کرامات الصادقین)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

در دو عالم نظیر یار کجا

دونوں جہانوں میں یار کی نظیر نہیں ملتی

محبوب ازل کے بارہ میں اس کا ایک عاشق فرماتا ہے۔

تابکے رو بتابی از رخِ دوست ❊ دیگرے را نشاں دہی کہ چو اوست

تو کب تک دوست سے روگرداں رہے گا ❊ کسی اور کا پتہ بتا جو اس جیسا ہو۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لیس کمثلہ شیءٌ اس جیسا کوئی نہیں ولم یکن لہ کفواً احد اس کا کوئی ہمسر نہیں وہ تمام خوبیوں کا جامع ہے۔ تمام عیوب سے پاک اور منزّہ ہے۔ وہ ازل سے تھا اور ابد تک رہے گا۔ جب کچھ نہ تھا وہ یار نہاں تھا۔ اگر کہیں کوئی خوبی کائنات میں نظر آتی ہے۔ تو یہ اسی کا پرتو ہے۔ کیا خوب فرمایا آپ نے

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے ❊ ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

چاند کا حسن بھی ذاتی نہیں اسی یار ازل کے جمال کا یہ ادنیٰ پرتو ہے اس کے چہرہ کے عاشق نے فرمایا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بیکل ہوگیا ❊ کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا

لیکن اس کے حسن پر اطلاع بھی اس کے پیاروں کو ہی ملتی ہے اور جن کو اس حسن کی اطلاع مل جاتی ہے۔ وہ پھر کسی حسن کو خاطر میں کہاں لاتے ہیں۔ اس کا عاشق فرماتا ہے

در دو عالم نظیرِ یار کجا ❊ عاشقاں را بغیر کار کجا

دونوں جہان میں اس یار کی نظیر نہیں ملتی ❊ اس کے عاشقوں کو غیر سے کیا کام

اس جیسا دنیا میں کون ہے اور جب اس جیسا کوئی اور نہیں تو ان غیروں سے عاشقانِ الٰہی کو کیا سروکار وہ قدیر ہے۔ رحیم ہے۔ علی ہے۔ جبّار ہے لہ الاسماء الحسنیٰ اس کی ہر ایک صفت کے معنے معلوم کیجئے۔ اور پھر اس پر غور کیجئے۔ اور اس کی صفات کو اپنے اندر پیدا کیجئے۔ تو اس کی رضا آپ کو نصیب ہوگی۔ یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ اس کی ننانوے صفات ہیں جس نے ان کو شمار کیا وہ جنت میں داخل ہوگا ❊

قسط نمبر ۴

صحابۂ رسول کا اندازِ محبت

علمدار عشاقِ ذاتِ یگاں ؛ سپہدار افواجِ قدوسیاں
معارف کا اک قلزم بیکراں ؛ افاضات میں زندہ جاوداں
پلاساقیا آبِ کوثر کا جام ؛ علیک الصلوٰۃ علیک السّلام

سخت سردی میں جب پکارا

جنگ احزاب کے موقعہ پر ایک رات جب سخت بارش ہوئی اور تیز ہوا چلی۔ کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ ان کی آگیں بجھ گئیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا من یاتینی بخبر القوم کہ بھئی کون میرے پاس دشمن کی خبر لائے گا۔ صحابہؓ کہتے ہیں ہم چاہتے تھے کہ آواز دیں لیکن سردی کے باعث آواز نہ نکلتی تھی۔ تب حضورؐ کے ہم زلف زبیرؓ نے عرض کیا حضور میں جاتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے[۱]

لیکن مسیح کے حواریوں نے مصیبت کے وقت چند ٹکوں کے عوض مسیح کو پکڑوا دیا۔ اس معصوم پر لعنت بھیجی لیکن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواریوں نے جو کہا تھا اسے درست ثابت کردیا کہ ہم موسیٰ کے حواریوں کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تُو اور تیرا رب جاکر لڑ ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی اور تاریخ اسلام کا یہ واقعہ کتنا ایمان افروز ہے کہ اُحد کے موقعہ پر جب ایسا وقت آیا کہ خاتم المرسلین نے پکارا کہ کون اپنی جان نچھاور کرتا ہے تو پانچ انصاری آگے آئے اور ایک ایک کر کے حضورؐ کے قدموں میں ڈھیر ہو گئے۔ ان میں سے ہی ایک نے حضورؐ کے تلوؤں پر اپنے گال رکھ کر جان دے دی۔[۲]

---

۱ بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ خندق

۲ ابن ہشام الجزء الثالث صفحہ ۵۹۹ مطبوعہ مصر مکتبہ محمد علی

جسم کے ہر حصہ پر فدائیت کی مہریں

یہی زبیر بن عوام ہیں حضرت اسماءؓ کے شوہر، حضورؐ کے ہم زلف جنہیں حواری کا خطاب ملا تھا۔ جوک ایک روز یہ کفار کی صفیں چیر کر ان کے عقب میں نکل جاتے، پھر واپس پلٹتے۔ اتنے جان باز اور جری تھے کہ یہ کہتے تھے:

ما منّی عضوٌ الّا قد جرح مع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حتّٰی انتھٰی ذالک الی فرجہ[1]

کہ میرے جسم کا کوئی عضو نہیں مگر وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائیوں میں زخمی ہوا یہاں تک کہ میری شرمگاہ بھی۔

چادر پہ کیسے بیٹھوں

عشق و محبت کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اس کے ادب عجیب ہوتے ہیں۔ اس مکتب کے تلامذہ کے آداب بھی اپنے ہوتے ہیں۔ کبھی عاشق محبوب کی چادر طلب کرتا ہے کہ میرا کفن بنے گا۔ کبھی محبوب چادر دے تو رونے لگ جاتا ہے۔ جریر بن عبداللہ بجلی ایک روز کاشانہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ حجرہ مبارک عشاق سے پُر تھا۔ انہیں دہلیز کے باہر جگہ ملی وہیں بیٹھ گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو اپنی چادر پھینکی کہ اس پر بیٹھ جاؤ۔ چادر لی اور سینہ پر رکھ کر رونے لگ گئے۔ میرے آقا! آپ نے میری قدر افزائی فرمائی۔ اللہ آپ کی عزت بڑھائے۔ میں آپ کی چادر پہ کیسے بیٹھ سکتا ہوں۔[2]

رگ نہ سکے

انسان پر کبھی ایسے صدمات بھی آتے ہیں کہ اس کی سوچ معطل ہو جاتی ہے۔ فکر و نظر شل ہو جاتی ہے۔ حدیبیہ کے معاہدہ کے وقت تمام صحابہؓ کی یہی حالت تھی۔ وہ تقدیر خداوندی کو جو ظاہر ہونے والی تھی نہ دیکھ سکے تھے کہ انہیں علم غیب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی وساطت سے ملتا تھا۔ انہوں نے کہا یہ معاہدہ

---

[1] ترمذی ابواب المناقب باب مناقب زبیر بن العوام

[2] احیاء علوم الدین جلد ۲ ص ۱۹۶

قریش کے حق میں ہے اور ہم نے دب کر صلح کی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اکابر صحابہؓ نے یہاں تک بھی کہا یا رسول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ کیا خدا نے وعدہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ لتدخلن المسجد الحرام کہ تم مسجد حرام میں داخل ہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں اور صحابہ قربانیاں ساتھ لائے تھے مسئلہ یہ ہے کہ اگر حاجی کسی وجہ سے حج سے رک جائے۔ تو قربانی یا تو دوسرے حاجی کیساتھ بھیج دے یا وہاں ذبح کر دے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب اٹھو اپنی قربانیاں ذبح کرو لیکن بنی اتی سستی ہوگئی کہ ذہن ایک طرف لگے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے آکر یہ ماجرا بتلایا۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی حضورؐ آپ اٹھ کر اپنی قربانی ذبح کر دیں اور حجام کو بلوا کر سر کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ حضورؐ نے ایسا ہی کیا۔ جب صحابہؓ نے دیکھا کہ حضورؐ نے تو قربانی ذبح کر دی اور سر کے بال منڈوا رہے ہیں۔ تو صحابہؓ نے قربانیاں ذبح کر دیں۔ اور ایک دوسرے کے بال مونڈنے شروع کر دیئے۔ اور ایسی بدحواسی تھی کہ صحابہؓ کہتے ہیں قریب تھا کہ ایک دوسرے کے گلے پر استرا پھیر دیں۔[1]

میرا استدلال یہاں صرف یہ ہے کہ صحابہ رسول کے عشق و محبت کا مظاہرہ یہ تھا کہ ہو نہیں سکتا کہ حضورؐ ایک کام کریں اور صحابہؓ اس کی نقل نہ کریں۔ وہ تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو وصال کرتا دیکھتے یعنی افطاری نہ کھائی اور روزے کو مسلسل کیا تو ویسا ہی کرنا شروع کر دیتے۔ حضورؐ مسجد میں تہجد پڑھتے تو وہ مسجد میں آجاتے۔ حتیٰ کہ حضورؐ حج کے ایام میں کسی جگہ پیشاب کے لئے بیٹھے تھے۔ تو یہ وہاں آکر اسی طرح بیٹھ جاتے۔ خواہ پیشاب کی حاجت ہو یا نہ ہو۔

مسجد نبوی کی جب تعمیر شروع ہوئی تو صبح کی نماز پڑھ کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی او رکی ٹوکری لی اور کام کا آغاز فرمایا۔ حضرت حسانؓ نے دیکھا تو یہ شعر پڑھا ؎

لو قعدنا والنبی یعمل ؛ لذالك منا العمل المذلل

کہ ہم بیٹھے رہیں اور حضورؐ کام کریں یہ تو بہت ذلت کی بات ہے۔ یہ سننا تھا کہ صحابہؓ دیوانہ وار اٹھے اور مسجد کی تعمیر میں لگ گئے۔

محبوب کسی کام میں مشغول ہو اور محب بیٹھا رہے۔ محبت و عشق کے مکتب میں یہ نہیں ہو سکتا۔

ہم کام کریں گے آپ تشریف رکھیں

ایک غزوہ میں صحابہؓ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ تو حضورؐ نے مختلف ٹولیاں

---

[1] بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد و المصالحۃ مع اھل الحرب۔

بنا دیں۔ اور آپؐ اس ٹولی میں شریک ہو گئے جن کے سپرد ایندھن لانا تھا صحابہؓ نے عرض کی حضور ہم جو ہیں آپ تشریف رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا نہ میں تم سے کمزور ہوں نہ مجھے ثواب کی تم سے کم خواہش ہے لیکن صحابہؓ نے تو عشق و محبت کی وجہ سے یہی کہا تھا ہم جو موجود ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کیوں تکلیف اٹھائیں۔ یہ بھی محبت کا ہی ایک انداز تھا کہ محب یہی چاہتا ہے کہ ہر آرام اس کے محبوب کے لئے ہو اور تکلیف اس کی بجائے وہ خود اٹھائے۔

لفظ "رسول اللہ" مٹایا نہیں جا سکتا۔

حدیبیہ کے روز جب صلح نامہ لکھا جا رہا تھا۔ تو حضرت علیؓ اس کی عبارت لکھ رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا لکھو یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور قریش مکہ کے درمیان ہے۔ یہ فقرہ لکھا گیا۔ قریش مکہ کے نمائندہ نے اعتراض کیا کہ ہم تو آپ کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ اگر ہم رسول اللہ مانتے تو جھگڑا کس بات کا تھا۔ یہ لکھیئے کہ محمدؐ اور قریش کے درمیان۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رسول اللہ کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا میں نہیں مٹا سکتا۔ اب ادب کا شاید یہی تقاضا تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مان کر لفظ رسول اللہ مٹا دیا جاتا۔ لیکن عشق و محبت پر غیرت کا تقاضا غالب آیا تب حضورؐ نے فرمایا مجھے دکھاؤ کہاں لکھا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود لفظ رسول اللہ کاٹ دیا۔[1]

ایک قول رسولؐ کی خاطر

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو درداؓ جو بہت عابد زاہد صحابی تھے جنہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے اہل و عیال کا بھی۔ یہ دمشق میں مقیم تھے کہ مدینہ سے ایک شخص آیا۔ کہ آپ کے پاس ایک حدیث رسولؐ ہے۔ اسے سننے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے پوچھا کسی تجارت کے لئے تو نہیں آئے اس نے جواب دیا نہیں۔ پوچھا کسی اور ضرورت سے تو نہیں آئے جواب دیا نہیں فرمایا پھر میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو علم کے لئے سفر اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے[2]

اندازہ کیجئے مدینہ سے دمشق پہنچے ہیں کہ محبوب خدا کا ایک قول ایک حدیث ابو درداء کے پاس ہے اس زمانہ میں سفر کتنا پر صعوبت تھا۔ یہ تکلیف محبوب کی ایک بات کی خاطر اٹھائی ؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

---

[1] بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلان ابن فلان

تنزانیہ میں تبلیغِ اسلام اور جماعت احمدیہ

۲

مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر سابق مبلغ مشرقی افریقہ

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کی آمد سے قبل دارالسلام، ٹبورہ، موانزہ، ٹانگا اور زنجبار میں کئی ہندوستانی احمدی خاندان آباد تھے جنہوں نے احمدیت کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کر دیں۔ اور تبلیغ اسلام کی مہم میں آپ کی مخلصانہ مدد کی۔ مکرم شیخ صاحب کو شروع میں سواحیلی زبان نہ آتی تھی۔ آپ کے ترجمان مکرم شیخ صالح مرحوم بنے جن کے گزارے کے اخراجات جماعت نے برداشت کئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ خود سواحیلی زبان کے ماہر بن گئے۔ ۱۹۳۶ء میں رسالہ "موپنزی یا مونگو" یعنی محبت الٰہی جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔ قرآن مجید کا سواحیلی ترجمہ شروع کیا اور ایک عالی شان مسجد کی تعمیر کی۔ ٹبورہ کی احمدیہ مسجد فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے افریقن احمدیوں نے اس مسجد کی تعمیر میں پورا حصہ لیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرقی افریقہ میں احمدیت کی روز افزوں ترقی کے پیش نظر مکرم شیخ صاحب کی مدد کے لئے چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی اور مولوی نورالحق صاحب انور کو مقرر فرمایا بعد ازاں ۱۹۴۶ء کے شروع میں قادیان سے چھ مبلغین کا دوسرا قافلہ روانہ کیا گیا جو ۱۹ مارچ ۱۹۴۶ء کو ٹبورہ پہنچا۔ مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب حکیم۔ مولوی جلال الدین صاحب قمر۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب۔ فضل الٰہی بشیر اور میر ضیاء اللہ صاحب اس میں شامل تھے تین ماہ تک ان مجاہدین نے سواحیلی زبان سیکھی۔ مکرم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم ہمارے استاد تھے۔ اس کے بعد کینیا، یوگنڈا اور تنزانیہ میں حسب ضرورت ان مبلغین کو متعین کر دیا گیا۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں مکرم مولانا محمد منور صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب شرما وہاں تشریف لے گئے اور اس طرح ایک ٹیم مکرم شیخ مبارک احمد صاحب کو مل گئی۔ ۱۹۶۰ء تک کینیا، یوگنڈا، ٹانگانیکا اور زنجبار ایک وحدت تھے اور مکرم شیخ صاحب ہی رئیس التبلیغ تھے۔ مگر ۱۹۶۱ء میں ملکوں کے آزاد ہونے اور دیگر جماعتی حالات کے پیش نظر تین حصوں میں مشرقی افریقہ کے احمدیہ مسلم مشن کو تقسیم کر دیا گیا۔ اس طرح تنزانیہ کے مبلغ انچارج مکرم مولانا محمد منور صاحب مقرر ہوئے اور مشن کا مرکز دارالسلام شہر کو بنایا گیا۔

اس وقت تنزانیہ میں چار پاکستانی مبلغ مکرم جمیل الرحمٰن صاحب رفیق مبلغ انچارج۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر بدوملہی۔ مولوی محمد اشرف صاحب اسحٰق اور چوہدری رشید احمد صاحب سرور کام کر رہے ہیں اور کئی افریقن معلمین بھی تبلیغی جہاد میں مصروف ہیں۔ ان کے علاوہ تین افریقن مبلغ مکرم شیخ ابوطالب شیخ یوسف عثمان اور شیخ محمد عبدی صاحبان ہیں۔ یہ مشن بفضل اللہ تعالیٰ ابتداء ہی سے سیلف سپورٹنگ ہے۔ باہر سے کوئی مالی امداد نہیں لی گئی۔

تنزانیہ کے احمدیہ مسلم مشن کی تدریجی ترقی کے ادوار کا ذکر کرنا یا ان مشکلات اور روکاوٹوں کی یاد تازہ کرنا جو اس کی راہ میں حائل ہوتی رہیں اس قلیل وقت میں ممکن نہیں البتہ دو باتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس نے ان ممالک میں احمدیت کی رفتار کو سست رکھا ہے۔ افریقن فطرتاً سعید ہیں اور فطری طور پر آزاد ہیں مگر غیر قوموں نے ان پر ظلم بھی کئے۔ اور ان کو لوٹا بھی۔ غلاموں کی تجارت یورپین کا ان کی دولت پر قابض ہو جانا اور ان کو مزدور بنا دینا بلکہ ظالمانہ برتاؤ اور ذلت آمیز سلوک روا رکھنے سے ان کے دل میں گہری نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ ہندوستانی وہاں آباد ہوئے تو انہوں نے گورنمنٹ ملازمتوں اور تجارت پر قبضہ کر لیا۔ یورپین اور ایشین قوموں نے افریقنوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا اس لئے خواہ کوئی عیسائی مشنری ہو خواہ ہندوستانی احمدی مبلغ افریقن اس کو اپنا نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور طبعاً سابقہ تجربہ کی بناء پر اس کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھتے تھے۔

دوسری بات جس کا ذکر ابھی کر چکا ہوں کہ مشرقی افریقہ کا علاقہ ہندوستان سے بالکل قریب ہے۔ اس لئے احمدیت کی مخالفت جس شدت سے ہندوستان میں ہوتی رہی اور جو رنگ اختیار کرتی رہی۔ وہی شدت اور وہی رنگ مشرقی افریقہ میں نمایاں ہوتا رہا اور اس پر مستزاد عیسائی مشنوں کا مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کہ یہ صرف غلامی کو رواج دیتے ہیں۔ افریقن نے اس پروپیگنڈا کو صحیح یقین کر لیا۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت ان کے دلوں میں راسخ ہو گئی۔

ہمارے مبلغین کرام کو عملاً ان شکوک کو دور کرنے اور دلائل کے ساتھ ان الزامات کو رد کرنے کے لئے ایک عرصہ لگا ہے۔ اور بہت سی طاقت اسی میں ضائع ہوئی ہے۔ اور جب کبھی ترقی کی راہ کھلی تو ہندوستان کے مسلمان راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ ہمارے وقت اور ہماری طاقت کو ضائع کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج احمدیہ مسلم مشن تو افریقن پبلک اور افریقن گورنمنٹوں کی نظر میں قابل اعتماد اور قابل احترام ہے۔ مگر یورپین اور ہندوستانیوں کے بوریئے بستر باندھے جا چکے ہیں اور جو باقی ہیں وہ مشکوک اور ذلیل ہیں۔

اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا طریقہ تبلیغ کیا رہا ہے۔ اور کیا ہے۔ اور کیا نتیجہ اب تک نکلا ہے۔

۱۔ انفرادی ملاقاتوں کے دوران زبانی تبلیغ اور لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کا کام شروع ہی سے اختیار کر لیا گیا تھا۔ سواحیلی اور انگریزی زبان میں لٹریچر مہیا کیا گیا۔ ہندوستانیوں کے لئے قادیان اور ربوہ سے اردو لٹریچر منگوا کر تقسیم کیا جاتا۔ سکندر آباد سے انگریزی اور گجراتی لٹریچر منگوایا جا رہا ہے۔

۲۔ گورنمنٹ سکولوں میں جا کر لیکچر دیئے جاتے۔ اور طلباء کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیا جاتا اور غریب طلباء کی امداد بھی کی جاتی۔

۳۔ اس کے علاوہ جیلوں میں تبلیغ کے لئے باقاعدہ اجازت حاصل کی جاتی ہے۔ اور قیدیوں کو بہتر شہری بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۴۔ مختلف علاقوں کا دورہ کر کے انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کے علاوہ لٹریچر فروخت کیا جاتا ہے اور مفت بھی تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اس کے بڑے اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کر دوں۔ جب میں لنڈی اور سونگیا کے علاقوں کا دورہ کر رہا تھا۔ ایک جگہ چار مولوی صاحبان اور ایک نمبردار نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور میری باتیں سنیں۔ بعد میں سوالات کئے۔ دو گھنٹہ کے بعد ۱۰ آدمیوں نے احمدیت قبول کر لی۔ اور اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد دو اور جگہ جماعتیں قائم ہو گئیں۔ تو مولوی صاحبان احمدی ہو گئے۔

۵۔ رسالہ مپنزی یا مونگو (محبت الٰہی) باقاعدگی سے جاری ہے۔ اس میں اسلامی مسائل اخلاقی مسائل اور مختلف مضامین سواحیلی زبان میں شائع ہوتے ہیں۔ تنزانیہ کی آزادی کے وقت مسلمان شیوخ نے آزادی کی مخالفت کی۔ مگر ہمارے مشن نے اس رسالہ کے ذریعہ افریقن نیشنل کانگرس کی تحریک آزادی کے حق میں آواز بلند کی۔ حکمران واحد پارٹی ٹانو ہماری اس دلیرانہ حمایت کی ممنون ہے۔ اور ہمارے مشن کو احترام کی نظر سے دیکھتی ہیں۔

تنزانیہ کے صدر جولیس نریرے ایک دفعہ ٹانو کی میٹنگ میں تقریر کر رہے تھے۔ مجمع بہت بڑا تھا۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب بھی سننے کے لئے جا کھڑے ہوئے۔ تقریر کرتے ہوئے صدر صاحب کی نظر شیخ صاحب پر پڑ گئی۔ تقریر بند کر کے مجمع کو چیرتے ہوئے شیخ صاحب کے پاس آئے اور سٹیج پر لے جا کر کرسی پر بٹھایا۔ اور پھر تقریر شروع کی۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ تنزانیہ میں ہمارا کیا وقار ہے۔ اور افریقن کتنے قدر شناس اور احسان کی قدر کرنے والے ہیں۔

محترم شیخ امری عبیدی صاحب کو دار السلام کا میئر بنایا گیا۔ پھر آپ کو ریجنل کمشنر بنا دیا گیا۔ بعد میں آپ کے سپرد وزارت انصاف کا قلمدان کیا گیا۔ آپ وفات کے وقت قومی ترقی اور ثقافت کے وزیر تھے۔

۶۔ تنزانیہ کے صدر، نائب صدر، وزراء، ریجنل کمشنرز اور گورنمنٹ کے دیگر محکموں کے افسران اعلیٰ کو قرآن مجید تحفۃً دیا گیا ہے اور تمام اسلامی لٹریچر جو بھی شائع ہوتا ہے۔ ان کو باقاعدگی کے ساتھ بذریعہ ڈاک ارسال

کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس کو پڑھتے ہیں۔

۷۔ احمدیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ درس قرآن مجید اور حدیث شریف دیا جاتا ہے۔ اور دینی مسائل سبقاً سبقاً پڑھائے جاتے ہیں۔ اور عملاً سکھائے جاتے ہیں۔ کوشش یہ ہوتی ہے کہ ہر نیا احمدی اسلام سے بخوبی واقف ہو۔

۸۔ احمدی معلمین کے لئے ریفریشر کورس رکھا جاتا ہے جسب حالات کبھی چھ ماہ کے لئے کبھی کم اور کبھی زیادہ عرصہ تک تعلیم دی جاتی ہے۔ اور ان کا امتحان بھی لیا جاتا ہے۔ اس کے بعد معلمین اپنے علاقوں میں دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں۔

۹۔ عیسائی مشن اور چیدہ چیدہ عیسائی تعلیم یافتہ افراد کو اور معززین کو لٹریچر بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ عیسائی مشن کی طرف سے جو بھی کتاب شائع ہو۔ اور اس میں اسلام پر اعتراض کیا جائے۔ اس کا جواب شائع کیا جاتا ہے۔ عیسائی مشن ٹریکٹ بانٹتے ہیں۔ تنزانیہ میں احمدیہ مسلم مشن کی کوشش رہتی ہے کہ کوئی احمدی بیکار نہ رہے۔ وہ ملازمت کرے۔ مزدوری کرے۔ صنعت و حرفت کو ذریعہ معاش بنائے۔ اگر کچھ نہ کر سکے تو زمینداری کرے اس مقصد کے لئے مولانا محمد منور صاحب کے زمانہ میں ایک خالص احمدی بستی مدینہ آباد کی گئی۔

مدینہ میں جب پہلے سال کاشت کاری شروع ہوئی تو خدا کا کرنا ملک میں قحط پڑ گیا۔ بارشیں نہ ہوئیں مکرم مولوی صاحب نے حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حالات لکھے کہ پہلی دفعہ کاشت کاری کی ہے۔ اور نئی بستی احمدیوں کی آباد ہوئی ہے۔ اب بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے مشکل کا سامنا ہے۔ حضور نے دعا فرمائی۔ بارش ہوئی اور مکی کی فصل بہت عمدہ ہو گئی۔ مکرم مولوی صاحب نے شکرانہ کے طور پر مکی کا تحفہ حضرت اقدس کی خدمت میں بذریعہ ہوائی جہاز بھیجا۔

قبولیت دعا کا یہ نشان احمدیوں کے ایمان کی زیادتی کا موجب ہوا۔ اس سے پہلے خاکسار ٹانگانیکا کے جنوبی صوبہ لنڈی میں متعین تھا۔ اس علاقہ میں بھی ایک بستی خالص احمدیوں کی آباد کی گئی۔ اور اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ دونوں بستیاں خدا کے فضل سے اب تک آباد ہیں۔

۱۰۔ مساجد کی تعمیر۔ جس جگہ جماعت قائم ہو جاتی ہے وہاں نماز باجماعت کا انتظام ضروری ہوتا ہے۔ ابتداءً جھونپڑی نما مسجد بنائی جاتی ہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ عمدہ مسجد بن جاتی ہے۔ شہروں میں خدا کے فضل سے بڑی عمدہ مساجد ہیں۔ ٹبورا، دارالسلام، ٹانگا، مورو گورو، روفیجی، منگولا، ارنگا، مٹاما، جنگواتی اور سونگیا کے نزدیک ایک گاؤں میں مساجد بن چکی ہیں۔ خدا کے فضل سے تنزانیہ میں اس وقت ۵۰ منظم جماعتیں ہیں۔ ان کے علاوہ کافی تعداد میں منتشر احمدی ہیں۔ جن کا تعلق براہ راست دارالسلام مرکز سے ہے۔

۱۱۔ دو احمدیہ سکول جاری تھے اور وزارت تعلیم مطمئن بھی تھی اور مداح بھی مگر گورنمنٹ نے تعلیم کو قومیا لیا ہے۔ اس لئے یہ دو سکول بھی گورنمنٹ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

۱۲۔ دارالسلام میں احمدی قبرستان کے لئے الگ زمین کا قطعہ لیا گیا ہے۔ اس میں سے ایک حصہ موصیان کے لئے ریزرو ہے اور ایک حصہ دوسرے احمدیوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس قبرستان میں سب سے پہلے افریقن احمدی موصی مکرم شیخ امری عبیدی مرحوم دفن ہوئے۔ آپ نے جرمنی میں وفات پائی تھی جب آپ کی لاش دارالسلام پہنچی تو گورنمنٹ نے اس دن سوگ منانے کے لئے عام تعطیل کا اعلان کر دیا۔ آپ کے تابوت کو آپ کے بنگلہ پر گورنمنٹ منسٹرز اور آفیسرز اور پبلک کے دیکھنے کے لئے رکھ دیا گیا۔ چار بجے دوپہر پورے فوجی اعزاز کے ساتھ جنازہ قبرستان لے جایا گیا اور گارڈ نے سلامی دی۔ اس کے بعد مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب احمدی مشنری انچارج نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں غیر احمدی وزراء اور عوام بھی شریک ہوئے تدفین سے فارغ ہوئے تو تنزانیہ کے صدر کینیا کے صدر صاحبان اور زنجبار کے نائب صدر صاحب نے باری باری پھول چڑھائے۔ اس کے بعد تمام مذہبی راہنماؤں اور سیاسی پارٹی کے لیڈروں نے باری باری پھول چڑھائے۔ دارالسلام کی جماعت احمدیہ کے پریذیڈنٹ مکرم الحاج فضل کریم صاحب فرماتے ہیں کہ اتنا بڑا ہجوم میں نے ٹانگانیکا میں ۱۹۲۵ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک اپنے چالیس سالہ قیام میں نہیں دیکھا۔ یہ ہمارے محترم بھائی شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم جو اردو عربی، سواحیلی اور انگریزی زبانیں خوب جانتے تھے کی ہر دلعزیزی اور خدمت خلق نیکی اور تقوے کا ثبوت تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے۔ جنت الفردوس میں اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور دوسروں کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

۱۳۔ لٹریچر کی نمائش:۔ آزادی کے بعد یہ نیا طریق بھی اختیار کیا گیا ہے کہ تنزانیہ میں جب حکمران پارٹی کی بنیاد کی یاد میں جولائی کا پہلا ہفتہ سارے ملک میں جشن کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے شہروں میں میلے لگتے ہیں۔ تو ان میں جماعتی لٹریچر کی نمائش کا انتظام ہوتا ہے۔ دارالسلام، ٹانگا، موروگورو اور ٹبورا میں ہر سال ہزاروں شلنگ کا لٹریچر فروخت ہوتا ہے۔ اور ہزارہا عوام و خواص تک حق کی آواز پہنچائی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قطعات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور پیشگوئیاں لوگوں کے لئے جاذب نظر ہوتی ہیں۔

تنزانیہ مشن کا سالانہ بجٹ اس وقت ½ لاکھ روپے پاکستان کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں احمدی مبلغین کرام اور احمدیوں کو بہتر سے بہتر رنگ میں دین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ اور باہم محبت و پیار اور اتفاق سے رکھے۔ تاکہ یہ سارا ملک اسلام سے جلد منور ہو جائے۔ آمین

شوکت تھانوی کی ایک نظم

جماعت احمدیہ لکھنؤ کے پانچویں سالانہ اجلاس میں بمقام گنگا پرشاد میموریل ہال پڑھی گئی۔۔ شوکت تھانوی

تو کہاں لے آئی ہے میری رواداری مجھے
آج کرنا ہے بتا دے کس کی غم خواری مجھے

احمدی حضرات کی اس انجمن میں مَیں کہاں
ہو رہا ہوں اپنی شرکت سے میں خود ہی بدگماں

میں ہوں ان لوگوں میں جن سے مذہباً ہے اختلاف
باوجود اختلاف اس کا مگر ہے اعتراف

جس کے ہم سودائی ہیں خود اس کے شیدائی ہیں یہ
یہ ہی رشتہ ہم سے ہے جس رشتے سے بھائی ہیں یہ

ہاں مگر ہم بھائیوں میں باہمی ہے امتیاز
امتیاز ایسا ہے جس میں اب نہیں ہے کوئی راز

ان میں جوشِ عمل ہے ہم میں وہ مفقود ہے
ہم نے جو کچھ کھو دیا ہے ان میں وہ موجود ہے

ان کی یہ تنظیم یہ شیرازہ بندی دیکھئے
اور ہماری بے عملی یہ خود پسندی دیکھئے

مردنی چھائی ہے اور غفلت میں ہم سرشار ہیں
یہ مگر مردہ نہیں زندہ ہیں اور بیدار ہیں

ان میں ہے وہ حلم جو اسلام کی پہچان ہے
ان میں وہ ایثار ہے جو مسلموں کی شان ہے

ان میں مذہب کے لئے اک ولولہ اک جوش ہے
ولولہ ہم میں بھی ہے مدت سے جو خاموش ہے

ہم کو دنیا کے جھمیلوں سے ہی فرصت ہے کہاں
ان کو لے دے کر مذہب سے ہیں فقط دلچسپیاں

ہم نے مذہب کو کبھی سمجھا نہیں جانا نہیں
کون ہیں ہم کیا ہیں ہم اپنے کو پہچانا نہیں

بس یہی مذہب ہے اپنا طاق پر قرآن ہے
باپ دادا کا تھا جو ایمان وہ ایمان ہے

کفر سمجھے بیٹھے ہیں مذہب کی تحقیقات کو
جزو ایماں کر لیا ہے اوندھی سیدھی بات کو

نکتہ چیں ہم ہیں بہت نکتہ رس کوئی نہیں
کام کرنے کے لئے ڈھونڈو تو بس کوئی نہیں

راہِ حق سے ہم نے یہ مانا ہیں کھوئے ہوئے
ہم سے تو اچھے ہیں پھر بھی ہم تو ہیں سوئے ہوئے

گھر سے تو نکلا ہے لیکر ان کو شوقِ جستجو
نام تو اللہ کا لیتے ہیں جب کر چار سُو

یورپ اور امریکہ میں اک دھوم ہے اسلام کی
ہم مگر کرتے نہیں کچھ قدر ان کے کام کی

قابلِ تقلید ہے دراصل یہ جوشِ عمل
اے مسلمو تو تعصب اس جگہ ہے بے محل

(الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۰)

عالمِ عیسائیت کی عیسائیت سے بیزاری

امریکہ سے موصولہ ایک تراشہ

The Globe. Mail - Toronto 10th April 1976 کے زیرِ عنوان "مسیح کے جی اٹھنے کا انکار یونائیٹڈ چرچ United church کے لیڈروں کے درمیان تفرقہ کا باعث ہے"۔ لکھتا ہے:۔

عیدِ فسح عیسائیوں کی سب سے بڑی عید ہے اور عام طور پر یہ خوشیاں منانے کا دن ہوتا ہے لیکن اس سال یونائیٹڈ چرچ آف کینیڈا کے بعض احباب کو یہ دیکھ کر سخت غم ہوتا ہے کہ یونائیٹڈ چرچ لیڈر مسیح کے جی اٹھنے سے انکاری ہیں۔ یونائیٹڈ چرچ لیڈرز کی طرف سے عیسائی عقیدہ کے اس بنیادی رکن کے انکار پر ایک ایسوسی ایشن کی طرف سے کھلے خط کے ذریعہ توجہ دلائی گئی ہے۔ جس کا نام چرچ الائیو (church alive) ہے۔ اور جو اپنی تعریف یہ کرتے ہیں کہ وہ یونائیٹڈ چرچ آف کینیڈا کی ایک دینیاتی ایسوسی ایشن اور روحانی متحدہ جماعت ہے۔ چرچ الائیو کے ڈائرکٹر ریورنڈ کینٹ کلیٹن سکاربورو Rev. Kent Clayton of Scarborough کا یہ کہنا ہے کہ عروج کا نظارہ دیکھنے میں سب سے غمگین نمائندہ ایک سابقہ یونائیٹڈ چرچ کا ایک امیر مجلس تھا۔ مسٹر کلیٹن (clayton) نے ایک انٹرویو میں کہا کہ عروج جو ہمارے چرچ میں بلا اختلاف شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اگر وہ اس کے انکار کا امکان رکھتا ہے تو پھر اس حقیقت کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور بلاشبہ یونائیٹڈ چرچ کے احباب میں سے اس نظریہ کی تائید ہوگی۔ حالات کو بدتر بناتے ہوئے مسٹر کلیٹن نے یہ بھی کہا کہ وہ پروفیسر یونائیٹڈ چرچ کے مستقبل کے پادریوں کے افکار کو شکل دے رہے ہیں۔ عمانوایل کالج میں اور کینیڈا کے دوسرے کالجوں میں وہ بھی لا عروجی کی تعلیم دینے لگ گئے ہیں۔

چرچ الائیو کے سیکرٹری ریورنڈ گورڈن راس آف نارتھ بے (Rev. Gordan Ross of North Bay) نے انٹرویو میں بیان کیا کہ میں نے بہت سی مجالس میں چرچ والوں سے گفتگو کی جنہوں نے ایسے دلائل دیئے جو عیسائیوں کے عقیدہ کے بنیادی رکن کی غیر موجودگی کے مترادف ہیں۔ یعنی یہ عقیدہ کہ مسیح خدا ہے۔ انہوں نے ناموں کی فہرست بتلانے سے انکار کیا ہے۔

چرچ الائیو کے ایک اور ممبر کا کہنا ہے کہ وہ بھی کچھ کہنا چاہتا تھا۔ مگر اس سلوک کے ڈر سے جو یونائیٹڈ چرچ کے آفیسرز دست بردار ی کرنے والوں سے کرتے ہیں وہ رک گیا یونائیٹڈ چرچ اپنے افکار اور اعمال کی تشکیل کر رہے ہیں تاکہ وہ غیر عیسائی دنیا کے مطابق ہوں۔

مسٹر راس Mr Ross یوں بیان کرتا ہے کہ جب چرچ ماحول تمدن کے مطابق اپنے اخلاقی فیصلے کرتے ہیں تو یہ غلط ہے۔"

مسٹر کلیٹن نے یہ الزام لگایا ہے کہ یونائیٹڈ چرچ کے راہنما صرف ذاتی شہرت اور اس میں قائم رہنے کی طرف توجہ دیتے ہیں نہ کہ عیسائی عقیدہ کی بناء کی خاطر۔ وہ کہتا ہے کہ چرچ کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنی توجہ ہڑتالوں، نا بالغوں کی شراب خوری اور فطری حقوق کی دیکھ بھال اور کئی اور معاشرتی معاملات کی طرف دیتا۔ چرچ کو چاہیئے تھا کہ وہ آرک بشپ فلپ پوکوک (Arch Bishop Philip Pocock) کی اسقاط حمل کے نظریہ کے خلاف مدد کرتا۔

مسٹر کلیٹن نے کہا کہ یونائیٹڈ چرچ میں جنسی تعلقات کا معیار بہت کم درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ اور اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جہاں پادری لوگ خود لوگوں کو شادی سے پہلے جنسی تعلقات اور شادی کے بعد بھی زائد جنسی تعلقات اور دو ہم جنسوں کو شادی کی ترغیب دیتے ہیں۔

"عیسائی شادی بیاہ اور ہم جنسی تعلقات میں کوئی نسبت نہیں۔ ہم جنسی تعلقات عیسائیت کے خلاف ہیں اور صحت کے لئے مضر اور غیر طبعی ہیں۔ یہ لوگ جذباتی طور پر مریض ہیں۔"

"یونائیٹڈ چرچ کو چاہیئے کہ وہ ہم جنسی تعلقات کی مذمت کریں۔ کیونکہ تاریخ ہمیں ان اقوام کی حالت بتلاتی ہے۔ جنہوں نے ہم جنسی تعلقات کو معمول بنا لیا جس کی وجہ سے وہ تباہ ہو کر خاک میں مل گئے۔"

عیسائیت کی موت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"اب وقت آگیا ہے کہ اس مذہب کی حقیقت دنیا پر کھل جائے ۔ . . . میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر میری طرف سے اس مردہ پرستی کے دور کرنے کے لئے کوئی تحریک نہ بھی ہوتی اور خدا تعالیٰ مجھے بھی نہ بھیجتا تب بھی اس مذہب کی حالت ایسی ہو گئی تھی کہ خود بخود نمک کی طرح پگھل جاتا۔ میں خدا تعالیٰ کی تائیدوں اور نصرتوں کو دیکھ رہا ہوں جو وہ اسلام کے لئے ظاہر کر رہا ہے اور میں اس نظارہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو موت کا اس صلیبی مذہب پر آنے کو ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۳۳)

حواریٔ رسول ـــــ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہٗ

(جناب نصیر احمد صاحب قمر متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ)

دُنیا میں لوگ اپنی امتیازی خصوصیات، نمایاں اوصاف اور عدیم المثال کارناموں کی بنا پر زندہ جاوید ہوا کرتے ہیں۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ان کے عمدہ اوصاف و محاسن اور شاندار کارناموں کی بناء پر ایسے افراد میں ہوتا ہے جنہیں تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اور ایسا ہو بھی کیوں نہ جبکہ آپ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے اور بنو ہاشم کے سردار عبد المطلب کی بیٹی حضرت صفیہؓ کے صاحبزادے تھے۔ نوعِ انسان کے فخر اور نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے ماموں زاد تھے اور صاحبِ رسول اللہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی محبوب بیٹی حضرت اسماءؓ جنہیں حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ذات النطاقین کے لقب سے نوازا تھا آپ کے عقد میں تھیں۔ اور یوں آپ کو خلفائے راشدین مہدیین میں سے خلیفۂ اوّل کی دامادی کا شرف حاصل تھا۔ اور پھر نہ صرف یہ کہ ایک اعلیٰ حسب و نسب کے لحاظ سے آپ شرف اور فضیلت رکھتے تھے۔ بلکہ خود ذاتی طور پر بھی آپ نمایاں اور امتیازی خصوصیات کے حامل تھے۔

اسلام لانے والوں میں سے پانچویں نمبر پر تھے۔ آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہوتا ہے۔ ان اصحاب میں سے تھے جنہوں نے اسلام کی راہ میں شدید تکالیف کا سامنا کیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا حواری قرار دیا۔ تمام غزوات میں حضورؐ کے ہمراہ رہے اور داد شجاعت دی۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کان اول من سل سیفہ فی سبیل اللہ۔ اسلام کی خاطر، خدا تعالےٰ کی راہ میں سب سے پہلے آپ نے تلوار اٹھائی .... اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ محبوب کبریا شفیع الورےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے آپ کو اس دنیا میں ہی جنت کی بشارت دی گئی۔ اور یوں آپ کا شمار ان دس صحابہؓ میں ہوا۔ جنہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی۔

آپ عام الفیل کے قریباً دس برس بعد العوام بن خویلد کے ہاں حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب کے بطن سے پیدا ہوئے۔ یہ وہی صفیہ ہیں جنہوں نے غزوہ خندق کے موقعہ پر خیمہ کی چوب اس زور سے ایک یہودی کے سر پر ماری تھی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا تھا۔

بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی سے زبیرؓ کی لڑائی ہو گئی۔ لڑائی کے دوران آپ نے اس کا ہاتھ توڑ

ڈالا۔ حضرت صفیہؓ کے پاس شکایت کی گئی۔ تو انہوں نے کہا

کیف رأیت زبرا ؛ أأقطا حسبته ام تمرا
ام مشمعلا صقرا

اے شخص تو نے زبیر کو کیا سمجھا تھا۔ کیا تو نے اسے پنیر سمجھا تھا یا کھجور یا پر پھیلانے والا شقرا

زندگی کی بہاریں ایک ایک کرکے گزر رہی تھیں کہ اس دوران میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا۔ لوگوں کو دعوتِ اسلام دی۔ زبیرؓ نے اس دعوت پر لبیک کہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لاکر عاشقانِ توحید اور فدایانِ محمدؐ میں داخل ہو گئے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کے چار یا پانچ دن بعد اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۵ یا ۱۶ برس تھی۔

جب آپ نے شرک سے منہ موڑا اور بتوں کی پرستش چھوڑ کر توحید باری کا اقرار کیا۔ تو دیگر صحابہؓ کی طرح مشرکین کی طرف سے آپ کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جانے لگا۔ آپ کے چچا کے بارے میں لکھا ہے

کان یعلقه فی حصیر و یدخن علیه لیرجع الی الکفر فیقول لا اکفر ابداً

وہ آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیا کرتا تھا۔ تا آپ توحید سے دستکش ہو کر کفر کی طرف رجوع کرلیں مگر قربان جائیے توحید کے اس پرستار کے کہ اس شدید تکلیف کی حالت میں بھی یہی جواب دیا لا اکفر ابداً۔ میں تو کبھی بھی کفر اختیار نہیں کرنے کا۔ تم جو چاہو کرو جتنی تکلیف دے سکتے ہو دے لو مگر میں توحید سے منہ موڑنے والا نہیں۔

جب اہلِ مکہ کے مظالم میں دن بدن اضافہ ہوتا گیا تو حضورؐ کے حکم سے صحابہؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت شروع کردی۔ حضرت زبیرؓ نے بھی اطاعت رسولؐ میں اپنا وطن چھوڑا۔ اور حبشہ کی طرف چل دیئے۔ اور اسی طرح جب اذنِ الٰہی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا تو اس وقت بھی زبیرؓ نے لبیک کہی۔ اور اپنا گھر بار عزیز و اقارب اور اپنے پیارے وطن مکہ کو خیرباد کہا اور مدینہ ہجرت کر گئے۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی منشائے ایزدی کے تحت ہجرت کرکے مدینہ پہنچے۔ تو وہاں پر آپؐ نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ آپ کی مواخات حضرت ابن مسعودؓ اور بعض روایات کے مطابق طلحہؓ یا کعبؓ بن مالک کے درمیان ہوئی۔

ادھر ظالم مشرکین مکہ نے صرف اسی پر بس نہ کی کہ مسلمانوں کو ان کے گھر بار اور وطن سے نکال دیا۔ بلکہ انہیں تہ تیغ کرنے کے لئے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کردیں۔۔۔۔۔ چنانچہ ۲ھ میں ابوجہل

کی سرکردگی میں جنگی ساز و سامان اور ہتھیاروں سے لیس ایک ہزار کا لشکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضورؐ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد ان سے مقابلہ کا فیصلہ فرمایا۔ اس وقت مسلمان اپنی تعداد اور جتھے کے لحاظ سے بھی کم تھے۔ اور جنگی ساز و سامان اس قدر بھی نہ تھا کہ سب کے پاس پورا ہو۔ سارے لشکر میں صرف دو گھوڑے تھے .... بدر کے مقام پر دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ دشمن ایک ہزار کی تعداد میں کیل کانٹے سے لیس اور مقابل پر ۳۱۳ صحابہؓ۔ اس موقعہ پہ حضرت زبیرؓ کو یہ خصوصیت حاصل تھی کہ لشکر میں موجود دو گھوڑوں میں سے ایک پر آپ سوار تھے اور میمنہ کی قیادت کر رہے تھے۔ روایت میں ہے کہ اس وقت آپ زرد عمامہ باندھے ہوئے تھے اور اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھا رہے تھے۔ بدر ہی کا واقعہ ہے کہ لشکر کفار میں سے ایک شخص جو سراپا غرق آہن تھا۔ غراتا، شمشیر لہراتا اور نیزہ ہلاتا آگے بڑھا اور بولا "میں ہوں ابوکرش کوئی ہے جو میرے مقابل پر آئے؟" یہ گیدڑ بھبکی سنکر زبیرؓ کو تاؤ آ گیا کہ ایک دشمن اسلام کی یہ جرأت۔ آگے بڑھے تلوار سے تلوار ٹکرائی۔ نیزوں کی کچا کچ کا شور اٹھا۔ چنگاریاں ہوا میں اڑیں۔ حضرت زبیرؓ کا شانہ زخمی ہوا مگر ابوکرش کو خراش تک نہ آئی کیونکہ وہ سارے کا سارا لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس پر خدا کے اس شیر کو غصہ آیا۔ اللہ کا نام لیا۔ نعرہ تکبیر بلند کیا اور ابوکرش کی آنکھ میں اسی زور سے برچھی ماری کہ سر کی دوسری طرف سے نکل گئی۔ ایک چیخ نکلی اور لوہے کا یہ ستون دھڑام سے زمین پر آ رہا۔ زبیرؓ نے اس کے سر پر پاؤں رکھ کر نیزہ کھینچ کر نکالا اس کی آنکھوں سے خون کا فوارہ چھوٹا اور اس جوان مرد کا پاؤں ڈگمگانے لگا۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ بدر کے موقعہ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان الملائکۃ نزلت علی سیماء الزبیر کہ آج ملائکہ زبیرؓ کی شکل میں نازل ہوئے تھے۔

آپ تمام غزوات میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ آپ نہایت جری، بہادر اور دلیر انسان تھے۔ احد کے موقعہ پر جب دشمن کے اچانک حملہ سے مسلمان اِدھر اُدھر بکھر گئے تھے۔ آپ نے ثابت قدمی دکھائی اور نہایت جرأت سے مقابلہ کیا۔ غزوہ خندق کے موقعہ پر کفار کے لشکر میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور مسلمانوں سے مبارز طلب کیا آپ میدان میں نکلے۔ اس موقعہ پر آپ کی والدہ محترمہ حضرت صفیہؓ نے مرحبا کا نعرہ لگایا اور حضورؐ سے پوچھا یا رسول اللہ کیا میرا بیٹا شہید ہو جائے گا۔ حضورؐ نے فرمایا نہیں۔ دشمن قتل ہوگا اور زبیرؓ غازی۔ دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ مدِمقابل مشہور جنگجو تھا۔ مگر زبیرؓ نے ایک ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر کٹ کر دور جا پڑا اور بے جان لاشہ آپ کے قدموں میں آ گرا۔ اور یوں آپ نے اس کی شہرت کا خاتمہ کیا۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ زبیرؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے زخمی ہونے کے بعد اللہ اور رسولؐ کی دعوت قبول کی۔ اور بحالت زخم جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔ یوم احزاب کا ہی موقعہ تھا کہ حضور سرور کائنات

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی ہے جو میرے پاس یہود بنی قریظہ کی خبر لائے۔ حضرت زبیرؓ نے جواب دیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ حضور نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا۔ ہر مرتبہ زبیرؓ یہی جواب دیتے۔ یارسول اللہ میں حاضر ہوں۔ چنانچہ اس موقعہ پر خاتم الانبیاء سید المرسلینؐ نے فرمایا۔

ان لکل نبی حواری و حواری الزبیر

کہ ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے اور میرے حواری زبیرؓ ہیں۔

آپ کے فرزند حضرت عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے یوم احزاب میں اپنے والد سے کہا۔ پیارے ابا جان! میں نے آپ کو یوم احزاب میں دیکھا کہ آپ سنہرے گھوڑے پر سوار تھے۔ فرمانے لگے ہاں میرے پیارے بیٹے تم نے مجھے دیکھا تھا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اس وقت رسول اللہؐ نے میرے بارے میں فرمایا فداك ابی و امی کہ (اے زبیرؓ) تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

سبحان اللہ کیا ہی خوش نصیب ہیں حضرت زبیرؓ کہ محسن انسانیت جن کے ایک اشارے پر صحابہؓ اپنی جانیں چھڑکتے تھے زبیرؓ کو فرماتے ہیں فداك ابی و امی میرے ماں باپ تجھ پر قربان

صلح حدیبیہ کے موقعہ پر آپ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے موت پر بیعت کی تھی۔ اور جن کے بارے میں اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ

فتح مکہ کے موقعہ پر حضورؐ نے جو لشکر تیار کیا تھا اس میں آپ میسرہ کے سردار تھے۔ اور مہاجرین کے تین جھنڈوں میں سے ایک آپ کے پاس تھا۔ لکھا ہے کہ جب حضورؐ مکہ میں داخل ہوئے اور آپؓ گھوڑے پر سوار حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ کھڑے ہو کر آپ کے چہرہ سے گرد پونچھنے لگے

غزوۂ حنین کے موقعہ پر بھی زبیرؓ نے کمال بہادری کا نمونہ دکھایا اور ایسی نیزہ بازی دکھلائی کو دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔

ما منی عضو الا قد جرح مع رسول اللہ حتی انتھی ذلك الی فرجه

کہ میرے جسم کا کوئی بھی ایسا عضو نہیں جو حضورؐ کے ساتھ جنگوں میں زخمی نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ میرے تریک تک بھی زخم لگے ہیں۔

حضرت عروہؓ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ ابا جان محترم کو تلوار کے بعض زخموں کے گھاؤ اتنے گہرے لگے کہ میں ان کے مندمل ہونے کے بعد اپنی انگلیاں ان میں داخل کر لیتا تھا۔

اسلام کی جنگوں میں سے ایک زبردست جنگ یرموک کی جنگ تھی۔ اس جنگ کا واقعہ ہے کہ ایک روز مجاہدین اسلام

دن بھر کی خونریز لڑائی کے باعث تھکے ہوئے تھے۔ شام کو جنگ بند ہوئی تو نمازیں پڑھ کر سو گئے۔ رات کو حضرت ابو عبیدہؓ لشکر کے سردار پہرہ دینے لگے۔ انہیں کچھ سائے نظر آئے۔ آواز دی کون ہو۔ جواب ملا زبیرؓ اور اسکی بیوی اسماء بنت ابی بکر۔ پوچھا تم اس وقت کیا کر رہے ہو۔ جواب دیا لشکر کی نگہبانی۔ اس پر ابو عبیدہؓ نے کہا تم خود بھی تو تھکے ہوئے ہو جاؤ آرام کرو میں پہرہ دے رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں سردار ہم اپنے بھائیوں کے لئے اپنا آرام قربان کرتے ہیں۔ اور تمام رات پہرہ دیتے رہے۔

جنگ جمل میں حضرت علیؓ کے خلاف شامل ہوئے۔ حضرت علیؓ نے آپکو آواز دیکر بلایا۔ حضرت علیؓ نے زبیرؓ سے پوچھا آخر تم کس بناء پر میرے ساتھ لڑنے آئے ہو۔ جواب دیا قاتلین عثمان کا بدلہ لینے کیلئے۔ حضرت علیؓ نے کہا میں قاتلین عثمان پر لعنت بھیجتا ہوں اور پھر کہا تمہیں وہ واقعہ یاد نہیں جب حضورؐ نے تمہیں فرمایا تھا کہ زبیرؓ تم علیؓ ابن ابی طالب سے لڑو گے لیکن تمہاری یہ لڑائی حق و انصاف پر نہ ہوگی۔ حضرت زبیرؓ نے کہا ہاں مجھے حضورؐ کا قول یاد آگیا۔ اگر مجھے پہلے یاد آجاتا تو میں لڑائی کے لئے نہ نکلتا۔ چنانچہ آپ وہیں سے واپس روانہ ہو گئے۔ آپ جب وادی سباع میں پہنچے تو عمرو بن جرموز نامی ایک شخص نے اچانک حملہ کر کے آپ کو شہید کر دیا۔ اور ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ میں تقریباً ۶۴ برس کی عمر میں شہادت پائی۔

آپ میانہ قد تھے۔ ڈاڑھی چھدری گندمی رنگ لمبے بالوں والے تھے۔ آپ کی اولاد ۱۱ لڑکے اور ۹ لڑکیاں تھیں۔ آپ بڑے متوکل اور سخی انسان تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ کے ایک ہزار غلام تھے جو خراج دیتے تھے۔ آپ تمام رقم غرباء، یتامیٰ اور مساکین پر خرچ فرماتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم

سال رواں کی دوسری سہ ماہی کا امتحان انشاء اللہ العزیز ۲۵ احسان/جون منعقد ہوگا۔ نصاب درج ذیل ہے

۱۔ ترجمہ قرآن کریم پارہ ۱۶ ربع چہارم
۲۔ پانچ منتخب احادیث مع تشریح
۳۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب توضیح مرام

تمام زعماء / زعماء اعلیٰ سے گزارش ہے، کہ وہ اس امتحان کی تیاری مکمل کر لیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اراکین کو شامل کرنے کی سعی فرمائیں۔ منتخب احادیث گزشتہ ماہ کے الفضل میں شائع کرا دی گئی ہیں۔ توضیح مرام الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

(قائد تعلیم)

تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں چندہ دینے والے احباب

مندرجہ ذیل احباب نے تین سو یا تین سو سے زائد روپے تعمیر گیسٹ ہاؤس انصار اللہ میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ
اگر کسی دوست کا نام رہ گیا ہو تو وہ دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ کو اطلاع دیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ وہ تسلی کرلیں کہ ان کے نام درست ہیں اور ادا شدہ رقم بھی صحیح ہے۔ عنقریب ان احباب کے اسمائے گرامی گیسٹ ہاؤس کی عمارت میں مناسب جگہ پر کندہ کرائے جائیں گے۔ دیگر احباب سے بھی گزارش ہے کہ وہ اس کار خیر میں حصہ لیکر اپنے نام یادگار تختی پر کندہ کرائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ضلع لاہور

		روپے
۱	مکرم ملک عبداللطیف صاحب لاہور	۳۵۲۰
۲	" چوہدری نصیر احمد صاحب "	۵۲۰
۳	" ملک عبدالحمید صاحب شکوہی	۳۰۰
۴	" عبدالعزیز صاحب بھٹی سمن آباد	۱۸۰۰
۵	" میاں جلال الدین صاحب	۳۰۰
۶	" شیخ بشیر احمد صاحب سمن آباد	۳۰۰
۷	" چوہدری عبدالحمید صاحب ماڈل ٹاؤن	۳۰۰
۸	" محمد اسحٰق صاحب	۳۰۰
۹	" الطاف حسین صاحب	۳۰۰
۱۰	" ایس بی یزدانی صاحب	۳۰۰
۱۱	" ڈاکٹر محمد یعقوب خان صاحب	۳۰۰
۱۲	" چوہدری بشیر احمد صاحب	۵۰۰
۱۳	" شیخ فضل احمد صاحب	۳۰۰
۱۴	" ملک مبارک احمد صاحب	۳۰۰
۱۵	" چوہدری بشیر احمد صاحب	۳۰۰
۱۶	" ڈاکٹر مبارک احمد صاحب	۳۰۰
۱۷	" چوہدری عابد علی صاحب مُبشر	۳۰۰
۱۸	" ایم سعید داد صاحب	۳۰۰
۱۹	" عبدالحکیم صاحب	۳۰۰
۲۰	مکرم بشیر احمد صاحب باجوہ	۳۰۰
۲۱	" میجر غلام احمد صاحب	۳۰۰
۲۲	" ملک عبدالحمید صاحب	۳۰۰
۲۳	" چوہدری غلام رسول صاحب	۳۰۰
۲۴	" " خورشید حسین صاحب	۳۰۰
۲۵	" ماسٹر چوہدری غلام رسول صاحب	۳۰۰
۲۶	" قریشی محمود احمد صاحب مختبر	۳۰۰
۲۷	" آغا عبداللطیف صاحب کموڈور	۳۰۰
۲۸	" چوہدری اعظم علی صاحب	۳۰۰
۲۹	" خواجہ محمد شریعت صاحب	۳۰۰
۳۰	" چوہدری نور احمد صاحب	۳۰۰
۳۱	" قریشی ریاض احمد صاحب	۳۰۰
۳۲	" چوہدری محمد عبداللہ صاحب	۵۰۰
۳۳	محترمہ نور صفیہ صاحبہ	۳۰۰
۳۴	مکرم ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب مرحوم	۳۰۰
۳۵	" حافظ عبدالکریم صاحب	۳۰۰
۳۶	" اے آر ملک صاحب	۳۰۰
۳۷	" حکیم محمد عبداللہ صاحب	۳۰۰
۳۸	" میاں محمد اصغر صاحب	۳۰۰

ضلع کراچی

		روپے
۱	مکرم چوہدری شاہنواز صاحب	۵۰۰۰
۲	محترمہ بیگم صاحبہ " " "	۵۰۰۰
۳	مکرم الحاج ملک جمیل احمد صاحب	۱۰۰۰
۴	" میاں محمد رفیق صاحب بانی	۱۰۰۰
۵	" قریشی محمد اقبال صاحب	۵۰۰
۶	" ڈاکٹر ثناء اللہ صاحب انصاری	۵۰۰
۷	" چوہدری عبدالکریم صاحب	۳۵۰
۸	" ملک منیر احمد صاحب	۳۰۱
۹	" مرزا عبدالحکیم صاحب مرحوم	۳۰۰
۱۰	" ملک رشید احمد صاحب	۳۰۰
۱۱	" کرنل محمد صادق صاحب ملک	۳۰۰
۱۲	" شیخ انوار الرسول صاحب	۳۰۰
۱۳	" چوہدری ناصر احمد صاحب	۳۰۰
۱۴	" نصر اللہ بٹ صاحب	۳۰۰
۱۵	" مختار احمد صاحب قریشی	۳۰۰
۱۶	" میجر محمد نذیر صاحب بھٹی	۳۰۰
۱۷	" بشیر احمد صاحب حامد	۳۰۰
۱۸	" محمد وارث شاہ صاحب	۳۰۰

۱۹ مکرم ماسٹر برکت علی صاحب ۱۰۰
۲۰ محترمہ دل بیگم صاحبہ ۲۰۰

ضلع لائلپور

۱۔ مکرم ڈاکٹر فضل کریم صاحب ۵۰۰
۲ " میاں غلام احمد صاحب ۵۰۵
۳ " خواجہ محمود احمد صاحب ۵۰۰
۴ " شیخ عبدالحمید صاحب ۵۰۰
۵ " مولوی عبداللطیف صاحب ۳۰۱
۶ " کیپٹن چوہدری نصیر احمد صاحب ۳۰۰
۷ " شیخ بشیر احمد صاحب ۳۰۰
۸ " شیخ رشید احمد صاحب ۲۰۰
۹ " ملک نذیر احمد صاحب ۲۰۰
۱۰ " میاں عبدالوہاب صاحب ۲۰۰
۱۱ " شیخ نذیر احمد صاحب ۲۰۰
۱۲ " محمد عبداللہ صاحب ۲۰۰
۱۳ " چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب ۲۰۰
۱۴ " نذیر احمد صاحب سہگل ۲۰۰

ضلع سیالکوٹ

۱۔ مکرم خواجہ محمد امین صاحب سمبڑیال ۴۰۰
۲۔ ڈاکٹر خواجہ تنویر احمد صاحب ۴۰۰
۳ " صوبیدار دین محمد صاحب ڈھٹی ۳۰۰
۴ " خلیفہ عبدالمنان صاحب ۳۰۰
۵ " عبدالرشید صاحب ۳۰۰
۶ " الحاج خواجہ اللہ دتہ صاحب ۳۰۰
۷ " چوہدری طفیل احمد صاحب ۳۰۰
منجانب والدہ مرحومہ ۱۰

منجانب حافظ عبدالدین صاحب درویش قادیان ۵۰۰
۸ مکرم رانا عبدالمجید خانصاحب مرحوم ۳۰۰
۹ " حاجی محمد یوسف صاحب ۳۰۰
۱۰ " مسعود احمد صاحب ۳۰۰
۱۱۔ ڈاکٹر خواجہ تنویر احمد صاحب
منجانب شیخ عبدالرحمن صاحب ۳۰۰
۱۲۔ خواجہ نور احمد صاحب منجانب
شیخ عبداللطیف صاحب ۳۰۰

ضلع شیخوپورہ

۱۔ مکرم حکیم عبدالرحمن صاحب ۳۰۳
۲ " چوہدری بشیر احمد صاحب ۱۰۰۰
۳ " حاجی سلطان احمد صاحب بٹر ۵۰۰
۴ " چوہدری بشیر احمد صاحب بٹر ۵۰۰
۵۔ مجلس انصار اللہ شیخوپورہ شہر ۵۰۰
۶ " منشی نور حسین صاحب ۵۰۰
۷ " قاضی بشیر احمد صاحب ۵۰۰
۸۔ محترمہ محمودہ بیگم صاحبہ ۵۰۰

ضلع ملتان

۱۔ مکرم چوہدری منور احمد خان صاحب ۵۰۰
۲ " میاں محمد انور صاحب ۵۰۰
۳ " کرنل عبدالرحمن صاحب مبشر ۳۰۰
۴ " چوہدری نذیر احمد صاحب ۳۰۰
۵ " " غلام علی صاحب ۳۰۰
۶ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ ۳۰۰
۷۔ مکرم ڈاکٹر محمد خان صاحب ۳۰۰
سکرٹری مال علی پور ۳۰۰

ضلع راولپنڈی

۱ مکرم قاضی محمد اکبر صاحب اسلام آباد ۱۰۰۱
۲ " شیخ عبدالوہاب صاحب " ۱۰۰۰
۳ " " عبداللطیف صاحب " ۱۰۰۰
۴ " ڈاکٹر عبدالمنان خانصاحب " ۵۰۰
۵ " مبارک احمد صاحب ہاشمی " ۵۰۰
۶ محترمہ عذرا صادقہ صاحبہ " ۵۰۰
۷ مکرم سید محبوب علی شاہ صاحب " ۵۰۰
۸ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ " ۵۰۰
۹ مکرم چوہدری احمد جان صاحب ۵۰۰
۱۰ " محمد عبداللہ صاحب کاہوری ۳۰۰

ضلع کوئٹہ

۱ مکرم شیخ محمد حنیف صاحب ۳۰۰
۲ " ماسٹر محمد یوسف صاحب ۳۰۰

ضلع گوجرانوالہ

۱ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ۳۱۵
۲ " حاجی محمد شریف صاحب ۳۱۳
۳ " حکیم نظام جان صاحب ۳۱۳
۴ " چوہدری محمد دین صاحب ۳۰۰
۵ " شیخ مشتاق احمد صاحب ۳۰۰
۶ " چوہدری عبدالباسط خانصاحب ۳۰۲
۷ " " محمد حسین صاحب ۳۰۰
۸ " ملک برکت علی صاحب ۳۰۰
۹ " " محمد سعید صاحب ۳۰۰

ضلع نوابشاہ

۱ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب ۳۰۰

۲ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب ۳۰۰
۳ " ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب ۳۰۰

ضلع ساہیوال

۱ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب ۳۰۰
۲ " حفیظ احمد صاحب ۳۰۰

ضلع گجرات

۱۔ مکرم میاں حضرا خان صاحب ۳۰۰

ضلع سرگودھا

۱۔ مکرم راجہ بشیر الدین صاحب ۳۰۰

ضلع ڈیرہ غازیخان

۱ مکرم چوہدری شرف الدین صاحب ۳۰۰

ضلع جیکب آباد

۱ مکرم ملک سردار خان صاحب ۳۰۰

ضلع حیدرآباد

۱ مکرم چوہدری نعمت اللہ صاحب ۱۳۰۰
۲ " صوبیدار رانا حبیب الرحمٰن صاحب ۱۲۰۰

ضلع جہلم

۱ مکرم ملک ممتاز احمد صاحب ۶۰۰
۲ " حکیم محمد عبداللہ صاحب ۵۰۰
۳ " چوہدری احمد دین صاحب زرگر بذریعہ عبدالعزیز صاحب ۳۰۰

ضلع بہاولنگر

۱ مکرم چوہدری احمد جان صاحب مرحوم بذریعہ رانا محمد خان صاحب ۳۰۰
۲ مکرم شیخ فیروز الدین صاحب مرحوم بذریعہ شیخ منیر الدین ۳۰۰

ضلع تھرپارکر (سندھ)

۱ مکرم چوہدری فضل احمد صاحب گوٹھ فضل آباد ۳۰۰
۲ مکرم سلطان احمد صاحب ۳۰۰

ضلع لاڑکانہ

۱۔ مکرم ملک انور صاحب ابڑو ۳۰۰

ضلع جھنگ

۱۔ مکرم حاجی راجہ خان صاحب ۳۰۰
۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ ۲۰۰
۳۔ مکرم مستری محمد ابراہیم صاحب ۳۰۰

ضلع پشاور

۱ مکرم رانا مقصود احمد صاحب ۵۰۰

ماہنامہ انصاراللہ کے سالانہ چندہ میں اضافہ

کاغذ کی شدید گرانی اور دیگر اخراجات میں اضافہ کے باعث ماہنامہ انصاراللہ کی موجودہ شرح میں بامر مجبوری اضافہ کرنا پڑا ہے۔ اسکی ضرورت کافی دیر سے محسوس کی جا رہی تھی۔ مگر دل یہی چاہتا تھا کہ ماہنامہ کم سے کم قیمت پر خدمات انجام دیتا رہے۔ پچھلے دنوں ناظمین اضلاع انصاراللہ نے صدر محترم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ماہنامہ کے اخراجات کو کسی حد تک پورا کرنے کی خاطر اسکی موجودہ قیمت ۸ روپے کو بڑھا کر دس روپے کر دیا جائے جسے صدر محترم نے منظور فرما لیا ہے۔ تمام خریداران ماہنامہ انصاراللہ سے التماس ہے کہ وہ آئندہ سے ماہنامہ "انصاراللہ" کی قیمت دس روپے سالانہ کے حساب سے ارسال فرمائیں جزاھم اللہ احسن الجزاء

(منیجر انصاراللہ ربوہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری انصاراللہ

جن مجالس انصاراللہ نے ابھی تک ماہانہ رپورٹ کارگزاری بابت ماہ ہجرت/مئی دفتر انصاراللہ میں نہیں بھجوائی ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنی اپنی رپورٹیں مرکز میں بھجوا دیں۔ ماہانہ رپورٹ مرکز میں ہر ماہ پہنچنے کی دس تاریخ مقرر ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

وہی جنت وہی دارالاماں ہے

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا   تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا   ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا

وہی آرام جاں اور دل [illegible] وہی جس کو کہیں [illegible] البرایا

ہؤا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اس یار سے پیوند جاں ہے   وہی جنت وہی دارالاماں ہے

بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے   محبت کا تو اک دریا رواں ہے

یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری نعمت کی کچھ قلت نہیں ہے   تہی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے

شمار فضل اور رحمت نہیں ہے   مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

یہ کیا احساں تیرے ہیں میرے ہادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

ڈائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔